ڈاکٹر اسرار احمد

# بعثتِ محمدیؐ اور بعثتِ موسویؑ

## ایک تقابلی مطالعہ

سورۂ ہود کی آیات ۹۶ تا ۹۹ کی تشریح پر مشتمل ایک نشری تقریر

نَحمَدہٗ و نصلّی علٰی رَسولِہِ الکریم 'امّا بَعد : اعُوذ بالله مِن الشیطٰن الرجیم بِسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ○
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوسٰی بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطَانٍ مُّبِیۡنٍ ○ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ وَمَلَاۡئِہٖ فَاتَّبَعُوۡۤا اَمۡرَ فِرۡعَوۡنَ ۚ وَمَاۤ اَمۡرُ فِرۡعَوۡنَ بِرَشِیۡدٍ ○ یَقۡدُمُ قَوۡمَہٗ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ فَاَوۡرَدَہُمُ النَّارَ ؕ وَبِئۡسَ الۡوِرۡدُ الۡمَوۡرُوۡدُ ○ وَاُتۡبِعُوۡا فِیۡ ہٰذِہٖ لَعۡنَۃً وَّیَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ بِئۡسَ الرِّفۡدُ الۡمَرۡفُوۡدُ ○

(ترجمہ): "اور ہم نے موسیٰؑ کو فرعون اور اس کے اعیانِ مملکت کی طرف اپنی نشانیوں اور واضح سند کے ساتھ بھیجا۔ تو انہوں نے فرعون ہی کے حکم کی پیروی کی۔ حالانکہ فرعون کی راہ ہرگز راست نہ تھی۔ چنانچہ اب وہی قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے آگے ہو گا اور ان کو دوزخ کی آگ میں لے جا اتارے گا اور بڑی ہی بری جگہ ہے وہ اترنے کی۔ اور ان کے پیچھے لعنت لگا دی گئی اس دنیا میں بھی اور قیامت کے دن بھی۔ بہت ہی برا ہے یہ انعام جو کسی کو ملے!!"

جہاں تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق ہے' قرآن مجید ایک اعتبار سے پورے کا پورا آپؐ ہی کی سیرتِ طیبہ کا بیان ہے۔ اس پہلو سے بھی کہ بقولِ امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا : "کان خُلُقُہُ القرآن!" گویا سیرت

وکردار اور اخلاق وعادات کے اعتبار سے آپ ﷺ قرآنِ مجسّم تھے۔ اور اس پہلو سے بھی کہ آپؐ کے تئیس سالہ دورِ دعوت و تبلیغ کے دوران قرآن حکیم کی آیات اور سورتوں کا نزول حالات وواقعات کی مناسبت سے ہوتا رہا' لہٰذا اگر آیاتِ قرآنی کو ترتیبِ نزولی کے اعتبار سے مرتب کر دیا جائے تو فی الواقع آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات کی صورت اختیار کرلیں گی۔

بقیہ انبیاء ورسل میں سے' اس میں ہرگز کوئی شک نہیں کہ قرآن مجید میں سب سے زیادہ ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہوا ہے۔ اس کا سبب بھی اغلباً یہی ہے کہ انبیاء ورسل کی مقدس جماعت میں آنحضور ﷺ سے سب سے زیادہ قریبی مشابہت رکھنے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی ہیں۔ چنانچہ تورات کی جو پیشین گوئی آنحضور ﷺ کے بارے میں وارد ہوئی ہے اس میں بھی آپؐ کو "مثیلِ موسیٰ" قرار دیا گیا ہے اور قرآن حکیم میں سورۂ مزمل میں بھی اسی مشابہت کی طرف اشارہ ہے کہ: اِنَّآ اَرۡسَلۡنَآ اِلَیۡکُمۡ رَسُوۡلًا شَاهِدًا عَلَیۡکُمۡ كَمَآ اَرۡسَلۡنَآ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلًا ("ہم نے بھیج دیا تھا تمہاری جانب ایک رسول تم پر گواہ بنا کر جیسے کہ ہم نے بھیجا تھا فرعون کی طرف ایک رسول کو!")--- چنانچہ قرآن حکیم کی کل ۱۱۴ سورتوں میں سے ۳۷ سورتیں ایسی ہیں جن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر موجود ہے "گویا لگ بھگ ایک تہائی تعداد۔ اور تقریباً چھ ہزار چھ سو آیات میں سے ۵۱۴ آیات "گویا کُل آیاتِ قرآنی کا لگ بھگ تیرھواں حصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات و واقعات پر مشتمل ہے۔ ان میں وہ سورتیں بھی ہیں جن میں صرف ایک ایک آیت ہی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے' جیسے سورۂ انفال' سورۂ تحریم' سورۂ نحل اور سورۂ صف --- ایسی بھی ہیں جو تقریباً کُل کی کُل ان ہی کے ذکر پر مشتمل ہیں' جیسے سورۂ طٰہٰ --- اور ایسی بھی ہیں جن کا اکثر و بیشتر حصہ ان کے حالات پر مشتمل ہے' جیسے سورۂ قصص' اور ایسی بھی ہیں جن میں سب سے زیادہ نمایاں ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی کا ہے' جیسے سورۂ شعراء اور سورۂ اعراف۔

سورۂ ہود کی ان چار آیات میں جن کا ترجمہ آپ نے ابھی سنا' قصۂ فرعون و موسیٰ کا خلاصہ اور لبِّ لباب نہایت مختصر لیکن حد درجہ جامع الفاظ میں بیان ہو گیا ہے۔ فرعون کسی خاص شخص کا نام نہیں ہے بلکہ شاہانِ مصر کا لقب ہے۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً تین ہزار سال قبل مسیح سے لے کر عہدِ سکندر یعنی ۳۳۲ قبل مسیح تک فراعنہ کے اکتیس خاندان مصر پر حکمران رہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں مصر میں بنی اسرائیل کا داخلہ ۱۶۰۰ق م کے لگ بھگ ہوا اور اُس وقت مصر پر عمالقہ یا چرواہے بادشاہ (Hyksos Kings) حکمران تھے جو اصلاً عربی النسل تھے۔ ان کے دورِ حکومت میں مصر میں بنی اسرائیل کو تمام سہولتیں حاصل رہیں' اور چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کا شاہِ مصر ان کا بہت عقیدت مند تھا للذا اس کے بعد بھی ایک طویل عرصے تک مصر میں بنی اسرائیل کو پیرزادوں کی سی حیثیت حاصل رہی۔ لیکن اس کے بعد انقلاب آیا اور مصریوں نے عمالقہ کو نکال باہر کیا اور اس کے بعد سے مصر میں بنی اسرائیل پر مصائب کا دور شروع ہو گیا' جو فراعنہ کے انیسویں خاندان کے مشہور بادشاہ رَعمسیس دوم (Ramesis II) کے زمانے میں اپنے عروج کو پہنچ گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بھی اسی کے دور میں ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی خصوصی تدبیر سے ان کی پرورش کا انتظام بھی اسی کے محل میں کرایا۔ جس زمانے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی جان بچانے کی خاطر مصر سے فرار ہو کر مدین میں مقیم تھے اغلباً اسی زمانے میں رَعمسیس دوم نے جو بہت بوڑھا ہو چکا تھا اپنی ڈیڑھ سو اولاد میں سے تیرھویں لڑکے منفتاح کو اپنی زندگی ہی میں حکومت سونپ دی تھی۔ چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین سے واپسی کے دوران کوہ طور پر مخاطبۂ خداوندی سے مشرف اور منصبِ رسالت پر فائز ہو کر بغرضِ دعوت و تبلیغ مصر پہنچے تو آپؑ کی پیشی جس فرعون کے دربار میں ہوئی وہ یہی منفتاح ہے' جس کا دورِ حکومت ۱۲۹۲ق م سے شروع ہو کر ۱۲۲۵ق م پر ختم ہوتا ہے۔

جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو بعثتوں کے ساتھ مبعوث ہوئے' یعنی

ایک بعثتِ خصوصی الیٰ اہل العرب اور دوسری بعثتِ عمومی الیٰ کافۃِ النّاس یعنی پوری نوعِ انسانی کی جانب تا قیامِ قیامت ---- اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھی دو بعثتیں تھیں: ایک بنی اسرائیل کی جانب جو گویا ایک بگڑی ہوئی اور انحطاط و زوال پذیر مسلمان قوم تھے اور جنہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تجدیدِ ایمان، توبہ اور اصلاحِ اعمال کی دعوت دی ---- اور دوسرے فرعون اور اس کے اعیانِ سلطنت اور اس کی پوری قوم کی طرف جن کو آپؑ نے دعوتِ توحید و ایمان بھی دی -- اور جس کے سامنے یہ مطالبہ بھی رکھا کہ بنی اسرائیل کو اپنے ظلم و ستم کے پنجے سے آزاد کر کے ارضِ فلسطین کی طرف مراجعت اختیار کرنے کی اجازت دے دے۔

آیاتِ زیرِ درس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کے متعدد پہلوؤں میں سے اس حصے کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا گیا ہے اور اس حقیقت کا کہ مصری قوم اور اس کے سرداروں کی بدبختی اور محرومی کا سب سے بڑا سبب فرعون کی کیّادی و عیّاری تھی جس نے پوری قوم کے عوام و خواص کی عقلوں پر پردے ڈال دیئے اور انہیں ہر ممکن طریقے سے اپنے پیچھے لگائے رکھا یہاں تک کہ اپنے ساتھ پوری قوم کو بھی لے ڈوبا اور جہنم کے عین کنارے پر لے جا اتارا۔ چنانچہ جو نقشہ دنیا میں تھا وہی قیامت کے دن میدانِ حشر میں ہوگا یعنی پوری مصری قوم کے آگے آگے فرعون خود چل رہا ہوگا اور قوم گویا اس کے اشاروں پر مارچ کرتی ہوئی اس کے پیچھے پیچھے چلے گی، یہاں تک کہ وہ سب کے سب جہنم میں جا داخل ہوں گے۔ اور کیا ہی برا انجام ہوگا جس تک وہ پہنچیں گے!۔

اور اس میں ہرگز کوئی شک نہیں ہے کہ واقعتاً قوموں کی تباہی اور بربادی میں اصل ہاتھ ان کے قائدین اور رہنماؤں ہی کا ہوتا ہے۔ یہی لوگ ہوتے ہیں جو عوام الناس کو اپنے پیچھے لگائے رکھنے کے لئے ہر ممکن تدبیر اور تمام ممکنہ ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ جب کوئی اصلاحی یا انقلابی دعوت اٹھتی ہے اور انہیں اپنی سیادت و قیادت اور حکمرانی و چودھراہٹ کے لئے خطرے کا احساس ہوتا ہے تو یہ اپنی تمام

ذہانت و فطانت اور سوجھ بوجھ کی کل قوتوں کو بروئے کار لاکر ہر ممکن طریق پر اس کا راستہ روکنے کی کوشش کرتے ہیں اور طرح طرح کے شُغلے چھوڑ کر اور جھوٹ موٹ کے پروپیگنڈے کے ذریعے کوشش کرتے ہیں کہ عوام الناس داعئ حق سے بدظن ہو جائیں اور ان کی بات پر کان نہ دھریں۔ چنانچہ کبھی آباء و اجداد کے دین کی دہائی دی جاتی ہے' کبھی اپنی قومی روایات کا نعرہ لگایا جاتا ہے' کبھی نسلی و قومی عصبیتوں کو بھڑکایا جاتا ہے' اور کبھی ڈرایا جاتا ہے کہ یہ تمہیں تمہارے ملک سے نکال باہر کریں گے اور خود قابض ہو کر بیٹھ رہیں گے---- چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون علیہ ماعلیہ کی سرگزشت جو قرآن حکیم کے دوسرے مقامات پر تفصیلاً بیان ہوئی ہے' اس میں متعدد بار ایسے مواقع سامنے آتے ہیں کہ جیسے مصر کے خواص و عوام کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جانب مائل ہوا چاہتے ہیں اور حق ان کی نگاہوں پر منکشف ہوا ہی چاہتا ہے کہ اچانک فرعون کی ذہانت کوئی نیا کرشمہ دکھاتی ہے اور وہ کوئی نیا شوشہ ایسا چھوڑتا ہے کہ پوری قوم کی توجہ کسی دوسری جانب مبذول ہو جاتی ہے' بقول علامہ اقبال مرحوم۔

خواب سے بیدار ہوتا ہے ذرا محکوم اگر
پھر سلا دیتی ہے اس کو حکمراں کی ساحری!

چنانچہ سوائے چند سلیم الطبع اور پاک طینت لوگوں کے پوری کی پوری قوم اندھیرے ہی میں بھٹکتی رہتی ہے اور اس کی آنکھوں کی پٹیاں کسی طرح نہیں کھلتیں اور بدبخت فرعون اپنے ساتھ پوری قوم کو لے ڈوبتا ہے۔ مقامِ زیرِ درس پر قرآن حکیم نے ان لوگوں کا انجام باندازِ حسرت بیان کیا ہے کہ: فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ' وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ۝ (ان ناسمجھوں اور بے عقلوں نے فرعون ہی کی بات مانے رکھی' حالانکہ فرعون کی بات ہرگز راست اور درست نہ تھی!) یعنی اگر وہ ذرا بھی اپنی عقلوں سے کام لیتے اور اپنے ہوش و حواس کو فرعون کے پاس بالکل ہی گروی نہ رکھ دیتے تو انہیں صاف نظر آجاتا کہ رشد و ہدایت اور فوز و فلاح کا راستہ وہی ہے جس کی

جانب حضرت موسیٰ علیہ السلام بلا رہے ہیں' نہ کہ وہ جس پر فرعون جمے رہنے کی تلقین کر رہا ہے۔ اس کے بعد میدانِ حشر کا نقشہ کھینچ دیا گیا کہ آج کی معنوی حقیقت اس روز متشکل ہو کر سامنے آ جائے گی۔ یعنی یہ کہ فرعون اپنی قوم کے آگے آگے چلے گا اور پوری قوم اس کے اشاروں پر مارچ کرتی ہوئی جہنم میں جا داخل ہو گی۔

بعینہٖ یہی نقشہ سرزمینِ مکہ میں ان آیات کے نزول کے وقت موجود تھا' اور سردارانِ قریش' ابوجہل' ابولہب' عتبہ بن ربیعہ' ولید بن مغیرہ اور عقبہ بن ابی معیط وغیرہم من الکفّار والمشرکین فرعون کی روش پر چلتے ہوئے عوام کو نبی اکرم ﷺ سے بدظن و برگشتہ کرنے کی ہر ممکن تدبیر پر عمل کر رہے تھے ---اور عوام کی ایک بڑی تعداد بھی قومِ فرعون کے مانند اپنے ان سرداروں اور لیڈروں کے دھوکے اور فریب میں مبتلا ہو کر اپنی منزل کھوٹی کر رہی تھی۔ سورۂ ہود کی ان آیات میں قومِ فرعون کے دردناک انجام کے حوالے سے قریش کے عوام کو بالخصوص اور جمیع اہل عرب کو بالعموم متنبہ کر دیا گیا ہے کہ وہ بھی اپنے اس طرز عمل سے "بِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ" اور "بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ" کے مستحق بن رہے ہیں' اِلّا یہ کہ آنکھیں کھولیں اور ہوش میں آ جائیں!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن ○

---

## بقیہ : حرفِ اول

آف اسلامک اکنامکس' انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے پروفیسر ڈاکٹر سید طاہر کا ایک وقیع مضمون بزبان انگریزی شاملِ اشاعت ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کا ایک مضمون "What is Riba?" نومبر ۹۴ء کے حکمت قرآن میں شائع ہوا تھا۔ اس مضمون کے بارے میں ہمیں معروف ماہر معاشیات محمد اکرم خان صاحب کا اظہار خیال بھی موصول ہوا ہے۔ محمد اکرم خان صاحب کے ان "comments" کو بھی اسی شمارے میں جگہ دی جا رہی ہے۔

○ ○